آہنگ حجازی

مصنفہ

لسان القوم مولانا صفی لکھنوی مدظلہ العالی

یہ نظم

متعلق جلسۂ بنائے شیعہ کالج

بمقام

موتی محل لکھنؤ ۲۴- اپریل سنہ ۱۲ء کو

پڑھی گئی

در مطبع گلشن فیض باہتمام واجد حسین عرف کلن طبع شد

لکھنؤ- رسی بٹان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ پھول کھلا پنکھڑیاں جس میں ہیں بارہ
چمکا وہ جھنڈی سبز شعاعوں کا ستارہ

صد شکر ہوئی زندگی قوم دوبارہ
ابرو سے ہے اس بزم ہلالی کا اشارہ

تیرہ صدیاں گذریں جب آیا ہے یہ موقع
پہلے ہی پہل ہم نے تو پایا ہے یہ موقع

یہ بیل ہے وہ بیل جو چھٹتی رہی برسوں
یہ نسل ہے وہ نسل جو گھٹتی رہی برسوں

مرکز سے نظر دور ہی ہٹتی رہی برسوں
پانسے یونہیں تقدیر پلٹتی رہی برسوں

اسوقت کھلی آنکھ کہ جب دم ہے لبوں پر

وہ حوصلہ باقی نہ وہ ہمت نہ وہ تیور

عیسیٰ نفسی کی ہمین ساقی ہی ضرورت | قائم رہے تا دیر ترا دور حکومت
ہے عام ترا فیض بہر مذہب و ملت | ہمپر بھی ذرا اک نظر چشم عنایت

ہین تشنہ پیمانۂ انعام کے ہم بھی — حقدار
ہم بھی ہین ادھر دیکھ ترے کام کے ہم بھی

توبہ شکن انداز سے اک جام ادھر بھی | بیٹھے ہین بڑی دیر سے ناکام ادھر بھی
ہو جائے ترے میکدہ کا نام ادھر بھی | ہین منتظر دور مے آشام ادھر بھی

اب تشنہ دہانون کو نہین ضبط کا یارا
دے کوئی چھلکتا ہوا پیمانہ خدارا

گلزار تشیع پہ خزان آئی ہوئی ہی | ہر دل کی کلی دیکھ کے مرجھائی ہوئی ہی
افلاس کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہی | جو آنکھ ہی ذلت سے وہ شرمائی ہوئی ہی

اس باغ مین جاری تھین جہان علم کی نہرین
خاک اڑتی ہی ہر وقت اب اُٹھتی نہین لہرین

سوتے تھے بچھائے ہوئے غفلت کا چھپرکھٹ
اک بار جو لی طالع خوابیدہ نے کروٹ
محسوس ہوئی رہبر و ٔن کے پاؤن کی آہٹ
دلمین یہ خیال آیا کہ اُٹھ بیٹھئے جھٹ پٹ

جاگے مگر افسوس بہت دیر مین جاگے
ساتھی جو ہمارے تھے وہ سب بڑھ گئے آگے

پھرتی ہی نگاہون مین جس انداز کی تصویر
کیا دیر رہی اب جلد عمارت ہو وہ تعمیر
اُبھرے ہوئے حرفون مین ہو رو کار پہ تحریر
سردار جوانان جنان شبر و شبیر

طرہ سے عیان دبدبۂ کج کلہی ہو
ایوان مین حدیث بنوی گونج رہی ہو

پنڈال ہلاتی ہوئی پرزور صدائین
کچھ یاد ہین یا قوم تجھے یاد دلائین
کیا فائدہ وقتی ہی اگر جوش دکھائین
ہم ڈوبکے اُبھرے ہین جو پھر ڈوب نجائین

کم زور سہی۔ ہاتھ بڑھاؤ تو خدا را
کافی ہمین اسوقت ہی تنکے کا سہارا

ای جلوہ پرستانِ بہار گل و شبنم — زخمون کے لئے اپنے بنو آپ ہی مرہم

مایوس نہو اس سے کہ تعداد مین ہو کم — دل کے لئے کثرت نہین ہمت ہی مقدم

میدان ترقی مین کمر باندھ کے اُٹھو

سب ایکطرف شستِ نظر باندھ کے اُٹھو

وہ منزل مقصود ہے وہ منزل مقصود — اس راہ کو طی کرو اگر کچھ ہے دم و دود

تعلیم پہ موقوف ہے ہر قوم کی بہبود — دروازۂ خیر و برکت ورنہ ہے مسدود

آہستہ روی چھوڑ دو آہستہ خرامو

مردانہ قدم ہان شہ مردانکے غلامو

زنہار مناسب نہین اب سستی رفتار — نواب قزلباش ہین جب قافلہ سالار

سب ملکے مہیا تو کرو درہم و دینار — کالج کی عمارت ابھی ہو جائیگی تیار

چندے کا اشارہ ہے کہ اثناعشری ہون

بنیاد ترقی سبب ناموری ہون

مقدار۔ ضرورت ہمین جسکی ہی سر دست — ایسی تو نہین سنگ کے جیسے حوصلے ہون پست
کیا گر صفت مار۔ سر گنج ہین پابست — قالین کے نہین شیر تو شیرانہ کرین جست

کچھ معرکہ مین ہمت مردانہ دکھائین
کیون دور ہی سے شیشہ و پیمانہ دکھائین

آراستہ پھر بزم ہے پھر جمع ہین احباب — ساقی نے مہیا کئے پھر عیش کے اسباب
پردہ سے ہوئی شب کے عیان صبح جہانتاب — تعبیر ملی اُسکی جو ہم دیکھتے تھے خواب

سنتے ہین بڑے دور مین خم خانہ بنیگا
ہم خانہ بدوشون کا بھی کاشانہ بنے گا

بیدار ہو بیدار گھٹی رات بڑھا دن — لبریز تجلی ہین بیوت اور مساکن
خورشید جلالت ہے مربی و معاون — کرسی پہ صدارت کی ہے نہر آنر متمکن

ہم اور بہ اعلان یہ آہنگ حجازی
ہے دولت برطانیہ کی ذرہ نوازی

مسعود ہے یہ عہد بہت اور مبارک   مسٹن سے گورنر کا ہمین دور مبارک

اصلاح پہ اپنی نگہ غور مبارک   کھلنا درِ کالج کا بہر طور مبارک

دیکھون تو اثر ہے مری آواز مین کتنا

اور زور تمھارے پر پرواز مین کتنا

جتنے کہ ہین ذی مقدرت و صاحب دولت   اس کام مین لین حصہ باندازۂ ہمت

بنوائے ہر اک شخص جو اک جزو عمارت   بنجائے اسی سال یہ تعمیر بعجلت

ملحوظ رہے مسئلہ تقسیم عمل کا

بٹ جائے گا جب بوجھ تو ہوجائیگا ہلکا

جو جسکو بنانا ہو بہرحال بنائے   ایوان کوئی آئینۂ تمثال بنائے

منسوب بہ مسٹن کوئی اک ہال بنائے   ہر زاویہ کو منظر اجلال بنائے

اسوقت اراضی یہ گھری ہے جو کئی گز

اس دائرہ کا نقطۂ تعلیم ہے مرکز

ای قوم ہر دل کے لئے کچھ اور اثر نقد — وعدہ دن کے عوض کاش کوئی دے خبرِ نقد
یارہ نہ سہی دس ہی سہی دیجئے زرِ نقد — ہر عزت و توقیر یہان ہے ثمرِ نقد

جس قوم کے امکان مین دس لاکھ نہین ہے
اُس قوم کی دنیا مین کوئی ساکھ نہین ہے

جو کچھ ہو پس انداز رقم جلد نکالو — کالج کوئی مشکل نہین جب چاہے بنالو
کہنہ چمنستان کے اسے تازہ بنالو — گرتی ہوئی دیوار کو للہ سنبھالو

کالج کی بنا خواہ یہان ہو کہ وہان ہو
کالج ہو تمہارا وہ جہان چاہے جہان ہو

بہتر تو یہی ہے کہ یہ کالج ہو لب گنگ — اُس کوہ کے دامن مین فضا جسکی ہو نہ تنگ
آئینہ صحت پہ جہان آ نہ سکے زنگ — کیون آب و ہوا اور طبیعت مین رہے جنگ

ہر چند کہ تعلیم کسی شے سے نہین کم
صحت مگر اس سے بھی ہے واللہ مقدم

یہ چھاونی چھائی ہوئی صوبے مین جہان ہو   تفریح کا ورزش کا بھی سامان وہان ہو
دل سے ہمہ تن خیر طلب ہر نگران ہو   نواب قزلباشس سا اک روح روان ہو

کالج کے جو پروردۂ آغوش ہون بچے
ضدی نہ وہ احسان فراموش ہون بچے

سرکار کی اپنے ہون وفادار رعیت   دینی بھی انھین درد ہو قومی بھی حمیت
پیدا کرین اقوام معاصر سے محبت   پہونچے نہ کسی قلب کو بھی انسے اذیت

ہون جادۂ تعلیم پہ سرگرم تگ و دو
اسطرح کہ ہر نقش قدم دینے لگے ضَو

ہون تربیت خاص سے پروردہ جو اطفال   اخلاق کے سانچے مین ڈھلین اُنکے سب افعال
تعلیم مین تہذیب مین یکسان ہون خط و خال   آراستہ پیراستہ ہر نخل بس اک ڈال

عقبیٰ کا بھی پہلو لئے دنیا کا بھی پہلو
تا حد مشام آئے ہر اک پھول کی خوشبو

دنیا کے چمن مین گل بے خار ہون ثابت — وہ طرز و روش ہو کہ خوش اطوار ہون ثابت

ہرگز متعصب نہ دل آزار ہون ثابت — سرمست ولا ہو کے بھی ہشیار ہون ثابت

مسکین مگر اسطرح سے یون رنگ جمائین

ابنائے زمانہ انھین آنکھون پہ بٹھائین

ساقی تری سرکار کے رندان سمنور — اسٹیج پہ آئے تھے زبان قوم کی بنکر

ٹوٹا ہوا دل ساتھ نہ شیشہ ہے نہ ساغر — میخانہ سلامت رہے گھر جاتے ہین اب گھر

کالج کا ترے کام بہر طور چلے گا

زندہ ہین تو اس بزم مین پھر دَور چلے گا

قطعہ

ایسٹر منڈے ہے ساقی عید معراج مسیح — تا سپہر مہر عالمتاب منہاج مسیح

بحر و بر مین ہر جگہ گونجی ہوئی ہے یہ صدا — دولت برطانیہ ہے گوہر تاج مسیح

قطعہ

نقش ہر گوشۂ پرچم پہ ظفر منصور — ثبت ہر دامن بیرق پہ مبارک باشد

جارج کی فوج ظفر موج ظفر مند پھرے — فتح کا تاج سر حق پہ مبارک باشد